Fikr-o-Nasar (Islamabad) 3:1 (1965)

شیخ محمد عبداللہ شیر کشمیر

"برادران کرام ! ہم سب نے شاہ فیصل اور ممالک اسلامیہ کے وفود کے سربراہوں کی تقاریر سنیں - مجھے یقین ہے کہ اس مؤتمر میں جن امور پر اتفاق رائے ہوگا، اسے دنیائے سیاست میں بڑی اہمیت کی نظر سے دیکھا جائے گا - آج کے دور میں ترقی اور سعادت باہمی اتحاد اور یکجہتی سے ہی حاصل ہوسکتی ہے - جب تک ہم افتراق و انشقاق میں مبتلا رہیں گے ہم باطل قوتوں کے تسلط میں رہیں گے - تاریخ اس کی شاہد ہے کہ تفرقہ اور تشتت ہمیشہ ہی قوموں کے زوال کا باعث بنے ہیں - آج ہم تاریخ کے جس نازک دور سے گذر رہے ہیں اس میں تو اتحاد کے بغیر ہمارا اپنا وجود بھی خطرے میں پڑجاتا ہے -

جیسا کہ اس سے قبل مقررین حضرات فرما چکے ہیں، اسلام رنگ و نسل کے تمام امتیازات سے بالاتر ہے - ان کی وجہ سے انسانیت کے بعض طبقے دوسروں کے غلام ہوگئے - لیکن اسلام نے انسانی مساوات کا پیغام دیا جو انسانیت کے اتحاد کا پیش خیمہ ہے -

میں جب بھی اسلام کے اس پہلو پر غور کرتا ہوں، تو میرا ذہن فوراً فلسطین کی جانب منتقل ہو جاتا ہے - فلسطین جو مہبط برکات الٰہی ہے ہمارے عدم اتحاد کی پاداش میں آج ظلم و ستم کا گہوارہ بن چکا ہے - ہمارے لاکھوں بھائی بے گھر ہوئے اور انہیں اپنے وطن سے دور فاقہ و تنگدستی کی زندگی میں دھکیل دیا گیا - یہ ارض مقدس، جس سے نہ صرف عرب دنیا بلکہ تمام عالم اسلام کے عقیدت و احترام کے جذبات وابستہ ہیں، اور جو امن و سلامتی کی پیام گاہ تھی، اپنے ان فرزندوں پر حرام کردی گئی جو وہاں قدیم سے آباد تھے- افسوس کا مقام ہے کہ اقوام متحدہ اپنے بلند بانگ دعووں کے باوجود اس خطے میں

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

انصاف نہ کرا سکی اور اس غیر انسانی سانحہ پر ایک خاموش تماشائی بنی رہی عالم اسلام اس سانحہ پر آج تک متاسف ہے ۔

لیکن اس رنج و تاسف سے کیا ہو سکتا ہے؟ ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک متحدہ محاذ بنا کر مسلمانان فلسطین کو ان کا جائز حق دلائیں اور اس سر زمین کو اجنبی غلامی سے آزاد کرائیں۔ قضیہٴ فلسطین اسلامی ہی نہیں انسانی قضیہ ہے ضروری ہے کہ انسانی ضمیر کو بیدار کیا جائے اور اس مسئلہ کا احساس دلایا جائے۔ اس ضمن میں میری تجویز یہ ہے کہ رابطہ ایک مستقل انجمن کی تشکیل کرے جو اس سلسلے میں عملی اقدامات کرے اور یہ مسئلہ جتنی اہمیت کا حامل ہے اتنی سرگرمی سے اسے دنیا کے سامنے پیش کیا جائے ۔

اسی اہمیت کا عالم اسلام کا دوسرا مسئلہ کشمیر کا ہے ۔ مسئلہ فلسطین اور مسئلہ کشمیر میں بڑی گہری مماثلت ہے کیونکہ ان دونوں کی بنیادیں ایک ہیں ۔ میں مختصراً اس مسئلہ کو تاریخی طور پر پیش کروں گا۔

برطانوی تسلط کے اختتام پر ۱۹۴۷ میں بر اعظم ہند میں دو خود مختار حکومتیں بھارت اور پاکستان معرض وجود میں آئیں ۔ بر اعظم میں تقریباً ۶۰۰ ریاستیں تھیں ۔ ان ریاستوں کے حکمران راجوں اور نوابوں کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مل جائیں یا خود مختار رہیں ۔ اس ضمن میں بھارت کا موقف یہ تھا— جیسا کہ حکومت بھارت نے کئی بار اعلان بھی کیا — کہ الحاق کا حق صرف ریاست کے باشندوں کو حاصل ہونا چاہئے نہ کہ حاکم ریاست کو ۔ کافی طویل گفت و شنید کے بعد بھارت اور پاکستان کی حکومتیں اس بات پر متفق ہوگئیں کہ اگر کسی ریاست کا حاکم اکثریت کا ہم مذہب نہ ہو اور اگر وہ ریاست ان دونوں ملکوں میں سے کسی ایک کے ساتھ نہ مل چکی ہو تو ریاست کا الحاق صرف استصواب رائے سے ہوگا (قرطاس ابیض، شائع کردہ حکومت ہند، بہ سلسلہ مسئلہ جموں و کشمیر ۱۹۴۸) اس فیصلے کی بنا پر بھارت نے ریاست جوناگڑھ کے پاکستان کے ساتھ الحاق کو تسلیم نہیں کیا ۔ لیکن ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ وہی بھارت جو ہندو اکثریت

کی ریاست جونا گڑھ کے الحاق کو وہاں کے مسلمان نواب کا شخصی فیصلہ قرار دے کر تسلیم نہیں کر رہا، اس نے کشمیر کی مسلم ریاست کے معاملے میں وہاں کے ہندو راجہ کے شخصی فیصلے کی بنا پر کشمیر پر قبضہ کر رکھا ہے۔

بد قسمتی سے ریاست کشمیر کے بارے میں بھارت اور پاکستان کے درمیان مسلح جھڑپیں ہوئیں۔ بھارت نے فوراً اس جھگڑے کو سلامتی کونسل کے سامنے پیش کردیا۔ بھارتی وفد کے سر براہ گوپال سوامی آئنگر نے ۱۰ جنوری ۱۹۴۸ء کو یہ کہا۔

'' ریاست جموں و کشمیر کے ہندوستان سے قطع تعلق یا پاکستان سے الحاق یا خود مختاری یا اقوام متحدہ سے الحاق کے بارے میں فیصلہ اہل کشمیر خود کریں گے ''

پنڈت جواہر لال نہرو نے ۲ نومبر ۱۹۴۸ء کو نئی دہلی سے نشری تقریر میں کہا:

'' میں صاف لفظوں میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا موقف ابتدا سے ہی یہ ہے کہ کشمیر کے بارے میں تمام مسائل کا آخری فیصلہ اہل کشمیر خود کریں گے۔ ہم یہ عہد کر چکے ہیں اور اس کی عہد شکنی نہیں ہوگی ''۔

سلامتی کونسل کی طویل اور صبر آزما بحثوں کے بعد بھارت اور پاکستان اس فیصلے پر متفق ہوگئے کہ اہل کشمیر کو اقوام متحدہ کی نگرانی میں آزادانہ اور غیر جانبدارانہ استصواب رائے کے ذریعے ریاست کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے۔ لیکن برادران کرام! اہل کشمیر کو حق خود اختیاری نہ ملا اور نہ اقوام متحدہ نے کوئی مؤثر قدم اٹھایا، بھارت اتنے سال اس حق کو تسلیم کرتے رہنے کے بعد اب استصواب سے متعلق بین الاقوامی وعدوں سے پھر چکا ہے۔ اس کا نیا موقف یہ ہے کہ استصواب کا وقت گذر گیا اور اب یہ مطالبہ بعد از وقت ہے۔

۱۹۵۳ء میں میں نے اپنی وزارت کے دوران میں خود اختیاری کا مسئلہ پیش کیا تو بھارت سرکار نے قطعاً غیر آئینی اور ظالمانہ طریقے سے مجھے معزول

گرکے میرے ساتھیوں کے ساتھ نظر بند کردیا - میں نے گیارہ سال قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، آخر پنڈت نہرو نے سمجھا کہ ظلم و تشدد سے کام نہیں چلے گا تو انہوں نے اپریل ۱۹۶۴ء میں مجھے رہا کیا اور مسئلے پر غور و فکر کے لئے نئی دھلی بلایا - میں نے زور دیا کہ دونوں ملک جب تک دوستانہ طور پر اھل کشمیر کو حق خود اختیاری دینے پر رضامند نه هو جائیں مسئله حل نہیں ھوگا - پنڈت نہرو نے مجھ سے اتفاق کیا - میں مئی ۱۹۶۴ء میں پاکستان آیا - صدر پاکستان نے میری آراء کو خوش آمدید کہا اور اتفاق کیا کہ اعلیٰ سطح پر ایک کانفرنس بلائی جائے - لیکن پنڈت نہرو کے انتقال سے یه مہم ختم ھوگئی - نئی حکومت نے مصالحت کی بجائے کشمیر کو جلد از جلد بھارت میں ضم کرنے کی مہم شروع کردی - اس سے پاکستان کے ساتھ اس کے تعلقات اور ناخوشگوار ھوگئے اور اھل کشمیر کے دلوں میں غم و غصه کی لہر دوڑ گئی - اس کے جواب میں بھارت کی حکومت نے ظلم و تشدد پر زور دیا اور هزارها حریت پسندوں کو قید کرلیا گیا -

حج بیت اللہ کے لئے روانه هونے سے پہلے سرکاری اور غیر سرکاری اهل کاروں کو میں نے آگاہ کردیا تھا کہ میں اس سفر میں اس مسئلے کو اھل کشمیر کے نقطهٔ نظر سے دوسری حکومتوں کے سامنےاور مسلمانان عالم کے اجتماع میں پیش کروں گا - کیونکه دنیا نے ابھی تک اس مسئله کو صرف بھارت اور پاکستان کے نقطهٔ نظر سے دیکھا ھے -

اهل کشمیر کوئی متاع تجارت نہیں که اس کی خرید و فروخت روا رکھی جائے - پنڈت نہرو نے ۷ جولائی ۱۹۵۱ء میں قومی اسمبلی کی کانفرنس میں تسلیم کیا تھا -

> ''کشمیر کوئی خلعت نہیں که بھارت یا پاکستان کو بطور انعام دے دی جائے -

اسی طرح انہوں نے ۲۱ مارچ ۱۹۵۵ء کو کہا که :

> ''کشمیر بھارت اور پاکستان کے درمیان مشکل ترین تنازعه ھے- تاهم یه کوئی ایسی چیز بھی نہیں که بھارت اور پاکستان کے

درمیان اس کا دست بدست لین دین ہو۔ کشمیر کی ایک مستقل حیثیت اور مستقل وجود ہے۔ اہل کشمیر کی مرضی کے بغیر کوئی فیصلہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔''

لیکن یہ تمام تصریحات بے معنی رہیں اور اہل کشمیر کو ان کا حق دینے کی بجائے کوشش یہ ہوتی رہی کہ ان کی روح اور ان کی قومی شخصیت کو کچل دیا جائے، بھارت میں بعض عنصر تو اس مسئلے کے بارے میں کوئی بات سننے کے بھی روادار نہیں۔ چنانچہ میرے خلاف پھر دشنام طرازیوں اور قتل کی دھمکیوں کا تانتا بندھ گیا۔ بھارت سرکار نے ان لوگوں کے سامنے ہتھیار ڈال دئیے اور میرے سفر کو محدود کردیا۔

بھارت اور پاکستان کے درمیانی کشیدگی ختم کرانا میرا نصب العین ہے۔ لیکن بھارت کے ان اقدامات سے مسئلہ کشمیر کے پر امن حل کی تمام امیدیں ختم ہو چکی ہیں۔ اور ان ملکوں کے درمیان کشیدگی کو اور ہوا دی جارہی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وادی کشمیر میں حالات اور ابتر ہوں گے اور مظلومین کشمیر مزید جور و ستم کا نشانہ بنیں گے۔

برادران عزیز۔ ہم اہل کشمیر نے رابطۂ عالم اسلامی کی دو سال پیشتر کی قرار داد کا خیر مقدم کیا تھا۔ جس میں اقوام متحدہ سے اپنی قرار دادوں کے احترام اور ان کی تعمیل کا مطالبہ کیا تھا۔ اس مرتبہ بھی آپ نے اہل کشمیر کو حق خود اختیاری دینے کی پرزور تائیدکی ہے، میں اس کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ بھارت کو سمجھانے اور اپنے وعدے پورے کرنے پر رضامند کرنے کے لئے اپنی مساعی جمیلہ جاری رکھیں۔

سددنا اللہ خطانا الی طریق الصواب